ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

نصیر احمد
پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اُردو، یونی ورسٹی آف سرگودھا
ڈاکٹر سمیرا اعجاز
شعبہ اُردو، یونی ورسٹی آف سرگودھا

اُردو تراجم کے فروغ میں ماہ نامہ "ادبی دنیا" کا کردار

Naseer Ahmad
Ph.D Scholar, Department of Urdu, University of Sargodha
Dr. Sumaira Ijaz
Department of Urdu, University of Sargodha.

Role of the Monthly "Adabi Dunyia" in the Promotion of Urdu Translation

Translation is an important linguistic and creative action. Tradition of translation can be found out in the different languages of literary world. Urdu Language and Literature is also embellished with the tradition of translation. Its initial literary work is standing on the foundation of translation. To promote Urdu translation, Urdu magazines played a key role. So when in May 1929 Monthly "ADBI DUNYA" was published then along with other genres, translations were also published, in which both type of genres i.e. poems and prose included. It was the main objective of the propagation of "Adbi Dunya" to transfer the literature of developed languages into Urdu. In "Adbi Dunya" the literary genres which were introduced are Fictions, Dramas, Essays, Poems and Songs. All the published translations took part an important role for the betterment and expansion of Urdu language and literature. Due to these translations Urdu literature has become a good capitalist among the treasures of all other developed languages. In perspective of Fun and Technique Urdu Fiction improved. Urdu poetry also got liberty from unnatural restrictions. Resultantly, now Urdu language has tremendous capability to represent every type of academic and literary concepts.

Keywords: *Translation, Linguistic, Creative Action, Developed, Capability.*

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ترجمہ ایک اہم لسانی اور تخلیقی عمل ہے۔ دنیائے ادب کی بیشتر زبانوں میں تراجم کی روایت موجود ہے۔ مغربی علم و ادب میں آج ہمیں جو ترقی دکھائی دیتی ہے اس کے پیچھے بھی تراجم کی کار فرمائی ہے۔ مغرب نے ایک مدت تک یونانیوں اور عربوں کے علوم و فنون سے استفادہ کیا اور یہ سلسلہ تا حال جاری و ساری ہے۔ اُردو زبان و ادب کا دامن بھی ترجمے کی روایت سے خالی نہیں ہے۔ اس کے ابتدائی شعری اور نثری ادب کی عبارت تراجم کی بنیادوں پر کھڑی ہے۔

اُردو تراجم کو فروغ دینے میں اُردو رسائل و جرائد کا کردار کلیدی حیثیت کا حامل ہے۔ ان رسائل نے تراجم کی اشاعت سے نہ صرف اُردو زبان کے دامن میں وسعت پیدا کی بلکہ قارئین اُردو ادب کو دنیا کی ترقی یافتہ زبانوں کے سرمائے سے بھی روشناس کرایا۔ یہی وجہ ہے کہ جب مئی ۱۹۲۹ء میں ماہ نامہ "ادبی دنیا" کا اجرا ہوا تو اس میں دیگر اصناف ادب کے علاوہ تراجم بھی شائع ہوئے، جن میں نظم و نثر ہر دو طرح کے تراجم شامل تھے۔ اُردو ادب کو دوسری علمی زبانوں کے خزانوں سے سرمایہ دار بنانا یعنی ترقی یافتہ زبانوں کے لٹریچر کو اُردو میں منتقل کرنا "ادبی دنیا" کی اشاعت کا اولین مقصد تھا[۱]۔ چناں چہ اس جریدے نے نہ صرف مشرقی ادب کو فروغ دیا بلکہ مغربی ادب سے بھی اپنے قارئین کو متعارف کرایا۔ مولانا تاجور نجیب آبادی کے دورِ ادارت میں اس کے سرورق پر یہ عبارت درج تھی "مشرق و مغرب کے جدید و قدیم ادبیات کا مرقع"۔ "ادبی دنیا" نے اپنے اس دعویٰ کو سچ کر دکھایا۔ اس ضمن میں مولانا تاجور "ادبی دنیا" کے اداریہ "حال و قال" میں لکھتے ہیں کہ "ہم اپنے ظاہر و باطن کی اس یکسانی پر مسرور ہیں کہ ٹائیٹل پر مشرق و مغرب کے جدید و قدیم ادبیات کا مرقع لکھا ہوا دیکھ کر اس کے اندر مشرق و مغرب کے شہ پاروں کی جستجو میں اہل نظر ناکام نہیں رہتے۔"[۲]

"ادبی دنیا" میں جن ادبی اصناف کے اُردو تراجم شائع ہوئے اُن میں افسانے، ڈرامے، مضامین، نظمیں اور گیت شامل ہیں۔ افسانوی تراجم کے لحاظ سے "ادبی دنیا" کے پہلے دو ادوار خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ "ادبی دنیا" کے پہلے دور (۱۹۲۹ء تا ۱۹۳۲ء) میں مولانا تاجور نجیب آبادی نے دنیائے ادب کے شاہ کار افسانوں کے اُردو تراجم شائع کیے۔ اس دور میں جن ادبا نے غیر ملکی افسانوں کو اُردو کا جامہ پہنایا اُن میں عابد علی عابدؔ، ظفر قریشی، مولانا عبد الرزاق ملیح آبادی، علاؤالدین، سید جواد حیدر (ایم اے)، ملک سلیمان خاں، شمشیر بہادر صدری لکھنوی، ل احمد اور رضی الحسن چشتی کے نام شامل ہیں۔

عابد علی عابدؔ نہ صرف اچھے شاعر اور نقاد تھے بلکہ اچھے مترجم بھی تھے۔ ان کا شمار ''ادبی دنیا'' کے قدیم قلمی معاونین میں ہوتا ہے۔ پہلے دور میں اُنھوں نے جن افسانوں کا اُردو ترجمہ کیا اُن میں ''سنیاسی'' (جنوری ۱۹۳۰ء) از ٹیگور، ''مڑی ہوئی ناک والا آدمی'' (اپریل ۱۹۳۰ء) از مائیکل ارلن اور ''تہور کی غلطی'' (اکتوبر ۱۹۳۰ء) از ہنری قابل ذکر ہیں۔ ظفر قریشی دہلوی کا شمار اس دور کے اہم ترجمہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ اُنھوں نے زیادہ تر انگریزی، امریکی اور فرانسیسی زبانوں کے شاہ کار افسانوں کا اُردو ترجمہ کیا۔ اُنھیں فنِ ترجمہ نگاری پر مکمل عبور حاصل ہے اور اُن کے تراجم پر اصل کا گماں ہوتا ہے۔ ظفر قریشی نے جن افسانوں کو اُردو میں منتقل کیا اُن میں ''شہرت'' (اگست ۱۹۲۹ء) از مختار، ''گلاب کی پتیاں'' (فروری ۱۹۳۰ء) از مارجری بُون، ''شراب'' (مارچ ۱۹۳۰ء)، ''زراعتی اخبار کا ایڈیٹر'' (اپریل ۱۹۳۰ء) از مارک ٹوین، ''شرط'' (جون ۱۹۳۰ء) از چیخوف اور ''مبارزت'' (اگست ۱۹۳۰ء) از موپساں زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔

مولانا عبد الرزاق ملیح آبادی نے روسی اور فرانسیسی افسانوں کے تراجم کیے۔ ان کے ترجمہ کردہ افسانوں میں ''محبت موت سے زیادہ طاقتور ہے'' (مارچ ۱۹۳۰ء) از ڈیمڑی میریجکووسکی، ''سداسکھ'' (اپریل ۱۹۳۰ء) از موپساں اور ''کیا خواب تھا'' (مئی ۱۹۳۰ء) از مارسل بریفو شامل ہیں۔ علاؤ الدین نے جن افسانوں کے اُردو تراجم کیے اُن میں ''غارت گر عالم'' (اگست ۱۹۲۹ء) از سر آرتھر کانن ڈائل، ''عدالت'' (اپریل ۱۹۳۰ء) اور ''خمیدہ درخت'' (اکتوبر ۱۹۳۰ء) زیادہ شہرت کے حامل ہیں۔ سید جواد حیدر (ایم اے) کے ترجمہ کیے گئے افسانوں میں ''انقلاب'' (جنوری ۱۹۳۰ء) از ایچ۔جی۔ویلز، ''ہزارہا آدمیوں کے سامنے'' (فروری ۱۹۳۰ء) از پین اور ''موت'' (اپریل ۱۹۳۰ء) قابل ذکر ہیں۔ افسانہ ''موت'' ایک جرمن مصنف کی تخلیق ہے۔

ملک سلیماں خاں نے اناطول فرانس اور میکسم گورکی کے افسانوں کا اُردو ترجمہ کیا۔ اُنھوں نے اناطول فرانس کے جن افسانوں کو اُردو کا روپ بخشا اُن میں ''خیالات و احساسات'' (اپریل ۱۹۳۰ء) اور ''ماں کی مامتا'' (ایضاً) شامل ہیں۔ میکسم گورکی کا افسانہ ''لاٹری کا ٹکٹ'' (دسمبر ۱۹۳۰ء) بھی اُنھی کے فنِ ترجمہ نگاری کی عمدہ مثال ہے۔ لطیف الدین احمد اکبر آبادی نے ''گلِ سرخ'' (مئی ۱۹۲۹ء) کا اُردو ترجمہ کیا۔ یہ افسانہ مختار از فرنچ کی تخلیق ہے۔

رضی الحسن چشتی کا شمار بھی اسی دور کے اہم مترجمین میں ہوتا ہے۔ اُنھوں نے زیادہ تر ویلز کے افسانوں کو اُردو کا لبادہ پہنایا جن میں ''دولت کی قربان گاہ پر'' (جولائی ۱۹۳۰ء) اور ''تنقید نگار'' (ستمبر ۱۹۳۰ء) قابل ذکر

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN (Online): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ہیں۔ ویلز کے علاوہ اُنھوں نے مسز گیپٹی کے ایک افسانے کا اُردو ترجمہ "حضرت زاغ کا نظریہ "(مارچ ۱۹۳۰ء) کے عنوان سے کیا۔ یہ ترجمہ فنِ ترجمہ نگاری کی عمدہ مثال ہے۔

"ادبی دنیا" کے پہلے دور میں افسانوں کے علاوہ ڈراموں کے تراجم بھی شائع ہوئے۔ اس دور میں جن غیر ملکی ڈراما نگاروں کے ڈراموں کا اُردو زبان میں ترجمہ کیا گیا اُن میں ٹیگور، جے ایم بیری، روڈرش بینڈکس کے نام قابل ذکر ہیں۔ جن ادبا نے ان مصنفین کے ڈراموں کو اُردو کا جامہ پہنایا اُن میں عابد علی عابدؔ اور سید اصغر حسین کے نام شامل ہیں۔ عابد علی عابدؔ نے جن ڈراموں کا اُردو ترجمہ کیا اُن میں "دوست" (مارچ ۱۹۳۰ء) از جے ایم بیری اور "کاچا اور دیوا یانی"(جولائی ۱۹۳۰ء) از ٹیگور شامل ہیں۔ سید اصغر حسین نے روڈرشن بینڈکس کے ایک ڈرامے کا "ضد"(مارچ ۱۹۳۱ء) کے عنوان سے ترجمہ کر کے ڈرامائی تراجم کی روایت کو آگے بڑھایا۔

افسانوں اور ڈراموں کے علاوہ "ادبی دنیا" کے پہلے دور میں کثیر تعداد میں علمی، ادبی، تنقیدی، تعلیمی، تاریخی اور سیاسی مضامین کے تراجم بھی شائع ہوئے۔ مضامین کے ان تراجم نے اُردو زبان کو وسعت عطا کی جس کے نتیجے میں اُردو زبان ہر طرح کے موضوعات کو بیان کرنے کے قابل ہوئی۔ جن مترجمین نے مختلف زبانوں کے مضامین کا اُردو ترجمہ کیا اُن میں ملا توفیق حسن مسقطی، حنیف ہاشمی، توکل حسین، ضیا درانی، معین الحق حقی دہلوی، مہتاب رائے، میلا رام وفا اور پروفیسر ارشاد احمد کے نام قابل ذکر ہیں۔

تراجم کا یہ سلسلہ "ادبی دنیا" کے دوسرے دور (۱۹۳۳ء تا ۱۹۳۷ء) میں جاری و ساری رہا۔ یہ دور بھی افسانوی تراجم کے لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے۔ اس دور میں منصور احمد اور ان کے بعد عاشق حسین بٹالوی رسالے کے مدیر بنے۔ مولانا تاجور کے بعد منصور احمد نے افسانے کی صنف کو ثروت مند کرنے کے لیے مغرب کے اعلیٰ پائے کے منتخب افسانوں کو اُردو کا روپ دینے کا سلسلہ جاری رکھا۔ اُنھوں نے تراجم کرنے، کرانے اور شائع کرنے میں شعوری طور پر کاوش کی۔ اس دور میں بہت سے مغربی شاہ کار پہلی دفعہ قارئین اُردو کے سامنے آئے۔ ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں:

> "منصور احمد نے ترجمے کی تحریک کو رسالہ "ادبی دنیا" میں پروان چڑھایا اور انگریزی کے علاوہ روسی اور جرمن زبانوں کے افسانے بھی ترجمہ کیے جن سے اُردو افسانہ نگاروں کو، موضوع کو فن کارانہ تکنیک میں پیش کرنے کی تربیت حاصل کرنے کا موقع مل گیا۔"(۳)

دوسرے دور کے اہم افسانہ نگار مترجمین میں منصور احمد، محمد امیر اللہ آسی رام نگری اور طاہر قریشی کے نام قابل ذکر ہیں۔ منصور احمد نے جن افسانوں کا اُردو ترجمہ کیا اُن میں "خیرات" (جولائی ۱۹۳۳ء) از ژاں نودیے، "میرا حریف" (ایضاً)، "مرزا" (اکتوبر ۱۹۳۳ء) از مادام دستیل، "خط" (سالنامہ ۱۹۳۴ء) از سیتا دیوی اور "خزاں کی ایک رات" (جولائی ۱۹۳۶ء) از میکسم گورکی زیادہ شہرت کے حامل ہیں۔ محمد امیر اللہ آسی رام نگری کے ترجمہ کردہ افسانوں میں "بھکاری کا دل" (نومبر ۱۹۳۳ء) از گورکی، "مایوس مسافر" (ستمبر ۱۹۳۳ء) از ہنری بیکن اور "آپریشن" (سالنامہ ۱۹۳۵ء) زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ طاہر قریشی نے زیادہ تر موپساں کے افسانوں کے تراجم کیے جن میں "اقرارِ گناہ" (اپریل ۱۹۳۴ء)، "ہیرو" (جولائی ۱۹۳۶ء)، "رقص" (جنوری ۱۹۳۵ء) اور "شکاری" (نومبر ۱۹۳۶ء) شامل ہیں۔ موپساں کے علاوہ او ہنری کے ایک افسانہ کا "کوئی خبر" (مارچ ۱۹۳۴ء) کے عنوان سے اُردو ترجمہ اُنھی کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

مغرب سے افسانوں کے اُردو تراجم نے بہت سے حیثیتوں سے اثر ڈالا۔ ان تراجم سے نہ صرف اُردو زبان کا دامن وسیع ہوا اور یہ معاشرتی زندگی کی عکاسی کرنے کے قابل ہوئی بلکہ اُردو افسانہ فن اور تکنیک کے لحاظ سے بھی سڈول ہوا۔ مترجمین نے دنیا کے معروف افسانوں کو اُردو دان طبقے سے متعارف کرایا۔ افسانہ نگاروں کے سامنے جب افسانے کے اعلیٰ نمونے آئے تو انھوں نے اپنے فن کو اس کی روشنی میں پرکھا اور ضروری تراش خراش کی۔ کچھ مترجمین اس فن میں یوں ڈوبے کہ اُنھوں نے خود افسانے لکھنا شروع کر دیے۔ اُردو افسانے کے جو مترجمین ترجمہ کے فن کے شہ سوار ٹھہرائے اُن میں سے اکثر کے تراجم "ادبی دنیا" میں شائع ہوئے۔

"ادبی دنیا" کے دوسرے دور میں افسانوں کے ساتھ ساتھ ڈراموں کے تراجم بھی شائع ہوتے رہے۔ اس دور کی ایک خاص بات یہ ہے کہ منصور احمد نے جون و جولائی ۱۹۳۵ء میں ایک "ڈراما نمبر" شائع کیا جس میں اقوام عالم کی مختلف زبانوں کے بہترین ڈراموں کے اُردو تراجم شائع ہوئے۔ اس "ڈراما نمبر" میں جن مترجمین کے تراجم پرچے کی زینت بنے ان میں منصور احمد، صوفی غلام مصطفی تبسم، مظفر احمد، خلیل (بی اے) اور طاہر قریشی کا نام شامل ہے۔ منصور احمد نے جن ڈراموں کو اُردو زبان کا روپ بخشا اُن میں "ہمدردی" (جرمن) اور "کناوا" (جاپانی) شامل ہیں۔ صوفی غلام مصطفی تبسم نے "تین منٹ" (انگریزی)، مظفر احمد نے "عاشق" (سپینی)، خلیل (بی اے) نے "انسانیت" (روسی) اور "پادری" (امریکن) اور طاہر قریشی نے "بنگلہ برائے فروخت" (فرانسیسی) کا اُردو ترجمہ کر کے اُردو میں ڈراموں کے تراجم کی روایت میں اضافہ کیا۔

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ڈراما نمبر کے علاوہ سالنامہ ۱۹۳۵ء میں بھی بعض ڈراموں کے اُردو تراجم شائع ہوئے۔ یہ تراجم آغا حشر کاشمیری، ز۔ب اور شاہد احمد دہلوی کے قلم کا شاہ کار ہیں۔ آغا حشر نے "آنکھ کا نشہ" کا اُردو ترجمہ کیا۔ ز۔ب نے ڈراما "بلی کا بیاہ" کا ترجمہ کیا۔ یہ ڈراما پروفیسر ایشور چندر آنند کی تخلیق ہے۔ اسی طرح شاہد احمد دہلوی نے "بے بسی" کا ترجمہ کر کے اُردو ڈراموں کے تراجم کی روایت میں اضافہ کیا۔

افسانوں اور ڈراموں کے تراجم کے علاوہ "ادبی دنیا" کے دوسرے دور میں حسبِ معمول مضامین کے تراجم بھی شائع ہوئے۔ دوسرے دور میں جن ادبا نے مضامین کے تراجم پیش کیے اُن میں توکل حسین، معین الحق حقی دہلوی، محمد باقر نسیم رضوانی اور سید طالب علی عابدؔ کے نام قابل ذکر ہیں۔

توکل حسین نے رابندر ناتھ ٹیگور کے ایک مضمون "پدماندی سے" (جنوری ۱۹۳۵ء) کا اُردو ترجمہ کیا۔ معین الحق حقی دہلوی نے "گائی داموپساں کے مضمون "ایک سیاح کا روزنامچہ" (فروری ۱۹۳۴ء) کو اُردو کا روپ بخشا۔ سید طالب علی عابدؔ نے پیٹر فارسٹ کے مضمون "ایک نئے نصب العین کی حاجت" (جون ۱۹۳۴ء) کا اُردو ترجمہ کیا۔ اسی طرح محمد باقر نسیم رضوانی کے دو مضامین "مسئلہ ابدیت" (ستمبر ۱۹۳۳ء) از نریندر ناتھ گپتا اور "دماغی پریشانیاں اور اُن کا علاج" (سالنامہ ۱۹۳۵ء) از پروفیسر آر آر کمریا، فنِ ترجمہ نگاری کے اعلیٰ نمونے ہیں۔

"ادبی دنیا" کے دوسرے دور میں سلسلہ دنیائے ادب کے تحت بعض نظموں کے اُردو تراجم بھی شائع ہوئے۔ یہ تراجم حسرت کاشمیری، حفیظ ہوشیار پوری، محمد صادق قریشی، ن۔م۔راشد اور ملک محمد اسلم خان کے قلم کا شاہ کار ہیں۔ حسرت کاشمیری نے ٹامس مور کی نظم "محبت اور اُمید" (اگست ۱۹۳۷ء) کو اُردو کا جامہ پہنایا۔ حفیظ ہوشیار پوری نے مہتین دیو آنند کی ایک نظم "راگ" (اپریل ۱۹۳۴ء) کو اُردو زبان میں منتقل کیا۔ محمد صادق قریشی نے نظم "جستجوئے لا مکاں" (اپریل ۱۹۳۴ء)، ن۔م۔راشد نے "جب مجھے موت آئے" (مئی ۱۹۳۴ء) اور ملک محمد اسلم خاں نے نظم "بات" (مئی ۱۹۳۴ء) کا ترجمہ کر کے منظوم ترجمہ نگاری میں اپنے حصے کا کام کیا۔

"ادبی دنیا" کے تیسرے دور (۱۹۳۸ء تا ۱۹۴۷ء) میں مولانا صلاح الدین احمد رسالے کے مدیر اور میرا جی نائب مدیر مقرر ہوئے۔ میرا جی نے فرائیڈ کی تحلیل نفسی کی روشنی میں دنیا کے معروف شعرا کی شخصیت پر تنقیدی مضامین اور ان کی تخلیقات کے منظوم تراجم کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ اس سلسلہ میں میرا جی نے جن شہرہ آفاق شعرا کی نظموں کے منظوم تراجم کیے اُن میں والٹ وٹمن (امریکہ)، پشکن (روس)، فرانسآولان (فرانس)، طامس مور (ایک مغربی شاعر)، جان میسفیلڈ (انگلستان)، چارلس باڈیلیئر (فرانس)، چنڈی ڈاس (بنگال)، ایڈگر

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN (Online): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ایلن پو(امریکہ)، لی۔پو (چین)، سیفو (مغرب کی سب سے بڑی شاعرہ)، سٹیفانے میلا رمے (فرانس)، امارو (پرانے ہندوستان کا ایک شاعر)، کیٹولس (روما)، ڈی ایچ لارنس (انگلستان)، ہائینے (جرمنی) اور ڈی برانٹی سسٹرز (انگلستان کی تین شاعر بہنیں) وغیرہ کے نام شامل ہیں۔ میر اجی کے یہ تراجم منظوم اُردو ترجمہ نگاری کی روایت میں بیش قیمت اضافہ ہیں۔

میر اجی کے علاوہ سید ضمیر جعفری اور فراق گورکھ پوری کے منظوم تراجم بھی اس دور میں "ادبی دنیا" کی زینت بنے۔ ضمیر جعفری نے سید علی ابن اسد زنجانی کی نظم "شہر ملاکا" (اگست ۱۹۴۶ء) کا اُردو ترجمہ کیا جب کہ فراقؔ گورکھ پوری نے جان ڈن کی نظم "یہ توارُد" (مارچ ۱۹۴۴ء) کو اُردو کا روپ بخشا۔ "ادبی دنیا" کے تیسرے دور میں ٹیگور کے دو گیتوں کے اُردو تراجم بھی شائع ہوئے۔ یہ تراجم "زندگی" (اکتوبر ۱۹۴۱ء) اور "موت" (ایضاً) کے عنوان سے شائع ہوئے، انھیں بالترتیب "م" اور علی حسنین جعفری نے اُردو کا جامہ پہنا کر قارئین "ادبی دنیا" کو گیت نگاری کی صنف سے متعارف کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔

منظوم تراجم کے علاوہ "ادبی دنیا" کے تیسرے دور میں افسانوں اور ڈراموں کے تراجم بھی شائع ہوئے لیکن پہلے ادوار کی نسبت ان کی تعداد کم رہی۔ تیسرے دور میں جن ادبانے افسانوں کے تراجم پیش کیے اُن میں ابو محمد امام الدین رام نگری، رام سروپ کوشل، مجید لشاری اور محمد خان شہاب کے نام قابل ذکر ہیں۔ ابو محمد امام الدین رام نگری نے افسانہ "ادیب کی موت" (جنوری ۱۹۴۴ء) کا اُردو ترجمہ کیا۔ رام سروپ کوشل نے افسانہ "تا۔تا" (فروری ۱۹۴۴ء) کا ترجمہ کیا۔ مجید لشاری نے قرات کوپے کے افسانہ "ایک حادثہ" (سالنامہ ۱۹۳۹ء) اور محمد خان شہاب نے شری متی رام شری نہرو کے افسانہ "ایک شوہر کا روزنامچہ" (سالنامہ ۱۹۳۹ء) کا ترجمہ کیا۔ تیسرے دور میں بعض ڈراموں کے اُردو تراجم بھی منظر عام پر آئے۔ جن ادبانے ڈراموں کے اُردو تراجم کیے اُن میں شیر محمد اختر اور صلاح الدین احمد کے نام قابل ذکر ہیں۔ شیر محمد اختر نے مارک کونیلی کے ڈراما "سبزہ زار" (مئی ۱۹۴۱ء) اور صلاح الدین احمد نے ہرندر ناتھ چٹوپادھیا کے ایک ڈراما "سنت تکارام" (سالنامہ ۱۹۳۹ء) کا اُردو ترجمہ کر کے ڈرامائی تراجم کی روایت کو آگے بڑھایا۔

"ادبی دنیا" کے چوتھے دور (۱۹۴۸ء تا ۱۹۶۰ء) میں جب طبع زاد معیاری افسانوں کا بحران پیدا ہوا تو مولانا صلاح الدین احمد نے اس کمی کو پورا کرنے کے لیے کچھ عرصہ دنیائے ادب کے بہترین افسانوں کے تراجم شائع کیے۔ اس دور میں جن نابغہ روزگار افسانہ نگاروں کی تخلیقات کے تراجم شائع ہوئے اُن میں رابندر ناتھ ٹیگور، ماپساں،

صادق ہدایت (ایرانی افسانہ نگار)، ریجی نالڈ بارکلے، سیتا چیٹر جی اور انطون چیخوف کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان افسانہ نگاروں کے فن پاروں کو جن مترجمین نے اُردو زبان کا لبادہ پہنایا اُن میں حامد علی خان، سعید اختر درانی، منصور احمد (مرحوم) اور سراج الدین احمد کے نام شامل ہیں۔

رابندر ناتھ ٹیگور ہندوستان کے عظیم شاعر اور افسانہ نگار تھے۔ اُنھوں نے دنیائے افسانہ میں جو فضیلت اور نام وری حاصل کی وہ اس اعتبار سے کسی صورت کم نہ تھی جو اُنھیں دنیائے شعر میں حاصل ہوئی۔ ٹیگور کے بعض افسانے دنیا کے بہترین افسانوں میں شمار ہوتے ہیں۔ منصور احمد ٹیگور کے فن افسانہ نگاری پر اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> "ٹیگور ایک جادوگر ہے جو اپنے سحر کار قلم کی جنبش سے ہر ذی روح چیز کو زندہ کر دیتا ہے۔ خاموش فضا اس کے اشاروں پر ایک ساز کے تاروں کی طرح اہتزاز کرنے لگتی ہے۔ سنسان اور ویران کھنڈر صدیوں کے افسانے لگتے ہیں اور اُن کے ذرّے ذرّے میں ایک دل دھڑکتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔۔۔ ہندو عورت کی محبت، وفا اور شجاعت کا وہ نقشہ جو ٹیگور ہمارے سامنے پیش کرتا ہے، ایسا ہے کہ اگرچہ ستی کی مہلک رسم اس ملک سے اٹھ گئی ہے، لیکن جو روح اس جذبے کے نیچے کام کرتی تھی، وہ ہمیں اب بھی صاف نظر آنے لگتی ہے۔۔۔"(۴)

"ادبی دنیا" کے چوتھے دور میں رابندر ناتھ ٹیگور کے دو افسانوں کے اُردو تراجم "جوگن" (۱۹۵۵ء، شمارہ ۵) اور "شاعر کی شکست" (۱۹۵۵ء، شمارہ ۱۱) کے عنوان سے شائع ہوئے۔ ٹیگور کے ان افسانوں کو اُردو کا جامہ ادیب سحر طراز حامد علی خان نے پہنایا۔ حامد علی خان کو فن ترجمہ نگاری میں کمال حاصل ہے۔ اُنھوں نے ٹیگور کے شاہ کار افسانوں کا جس مہارت سے ترجمہ کیا، منصور احمد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> "۔۔۔ میں نے ٹیگور کے کئی افسانوں کا ترجمہ اُردو اور ہندی رسائل میں دیکھا ہے، لیکن جو شوکت، جو دل کشی، جو اثر میں نے حامد علی خان کے الفاظ میں پایا ہے وہ مجھے اور کہیں نہیں ملا۔ انتخاب الفاظ کے معاملے میں وہ اتنے کامیاب ہیں کہ اکثر اوقات ان کے الفاظ بولنے لگتے ہیں۔ ٹیگور کی طرح وہ بھی منظر کو اپنے الفاظ کے سحر سے زندہ کر دیتے ہیں۔ جادوئے بنگالہ اُن کے ہاتھ میں آکر زائل نہیں ہوتا۔۔۔"۔(۵)

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

انطون چیخوف دنیائے افسانہ کا ایک معروف نام ہے۔"نیند"(۱۹۵۵ء، شمارہ ۱) اُن کا مشہور افسانہ ہے جو سعید اختر درانی کے فن تراجم کا منہ بولتا ثبوت ہے۔"ادبی دنیا" کے چوتھے دور میں سیتا چیٹر جی کا افسانہ "سحر ناکام" (۱۹۵۵ء، شمارہ ۲) شائع ہوا۔ اسے منصور احمد (مرحوم) نے اُردو کا روپ بخشا۔ جس طرح انگریزی کے افسانوی ادب میں برونٹی بہنوں ایمیلی اور شارلٹ کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے اسی طرح بنگال کے افسانوی ادب میں چیٹر جی بہنوں سیتا اور سنتا بھی امتیازی حیثیت کی مالک ہیں بلکہ بعض اہل نظر کی رائے میں "سیتا چیٹر جی، رابندر ناتھ ٹیگور کے بعد بنگال کی سب سے کامیاب اور بلند پایہ افسانہ نگار ہے"(٦)۔"سحر ناکام" ایک نفسیاتی کہانی ہے جو اپنی مصنفہ کی حیرت انگیز تخلیق ہے۔ ادارہ"ادبی دنیا" لکھتا ہے:

> "سحر ناکام، سیتا چیٹر جی کی ایک نہایت نازک نفسیاتی کہانی ہے جسے آج سے کوئی تیس برس بیشتر اُردو کے باکمال مترجم منصور احمد (مرحوم) نے نہایت چابک دستی سے ہماری زبان میں منتقل کیا تھا اور اس کی اشاعت سے اُس زمانے افسانہ خواں دنیا چونک اُٹھی تھی۔"سحر ناکام" جو اپنی مصنفہ کی حیرت انگیز صناعت کا ایک نادر نمونہ ہے، دنیا کے عظیم افسانوں میں شمار ہوتی ہے۔"(٧)

ریجی نلڈ بارکلے امریکی اخبار نویس تھا۔"ایک خط"(۱۹۵۵ء، شمارہ ۱۰) ریجی نلڈ بارکلے کی افسانوی تحریر ہے جسے اُس نے اپنی زندگی کی آخری رات (۱۴/ نومبر ۱۸۸۳) کو نیویارک سے اپنے ایک عزیز دوست کو لکھا تھا۔ "ایک خط" کا اُردو ترجمہ منصور احمد مرحوم نے کیا۔ پشکن روس کے اُن عظیم فن کاروں میں سے ہے جنھوں نے روسی ادب پر اپنی شخصیت اور نگارش کے نہایت گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ وہ اٹھارویں صدی کے آخری سال میں پیدا ہوا اور اُنیسویں صدی کے صرف سینتیس برس جی کر چل بسا، لیکن اپنی اس مختصر زندگی میں اس نے روسی نظم اور نثر دونوں کو بدرجہ غایت متاثر کیا۔ اس نے اپنی زندگی کے چند قیمتی سال قید خانے میں بھی گزارے۔ ایک بار جب وہ اپنے وقت کے سب سے باجبروت شہنشاہ یعنی زار روس سے ملا تو ملاقات کے بعد زار کا تاثر یہ تھا کہ "آج میں نے دنیا کے سب سے دانش مند انسان سے ملاقات کی ہے۔"(٨)

پشکن بنیادی طور پر ایک شاعر تھا لیکن اپنی زندگی کے آخری سات برس اُس نے روسی نثر کی تزئین و ترقی میں صرف کیے اور چار عظیم ناول اور اعلیٰ درجے کے متعدد مختصر افسانے اپنی یادگار چھوڑے۔"اینٹ کی بیگم" (۱۹۵۵ء،

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

شمارہ ۶) اُن کا شاہ کار افسانہ ہے۔ اس کا شمار دنیا کے منتخب افسانوں میں ہوتا ہے۔ سراج الدین احمد نے کمال چابک دستی سے اس کا اُردو ترجمہ کیا۔

صادق ہدایت اللہ ایرانی افسانہ نگار ہیں۔ "ادبی دنیا" کے چوتھے دور میں اُن کا افسانہ "سگ آوارہ" (۱۹۵۵ء، شمارہ ۸) شائع ہوا۔ اس کا اُردو ترجمہ سعید اختر درانی نے کیا۔ اپنے حزن انگیز تاثر کے اعتبار سے "سگ آوارہ" کا شمارہ صادق ہدایت کی بہترین کہانیوں میں ہوتا ہے۔ یہ کہانی انگریزی، فرانسیسی، روسی، چیک اور ارمنی زبانوں میں بھی منتقل ہو چکی ہے(۹)۔ اس افسانے کا مرکزی کردار "سگ آوارہ" دراصل انسان کی علامت ہے جو مصنف کی نظر میں ایک اجنبی اور ناساز گار دنیا میں آن پھنسا ہے۔ یہاں وہ جسمانی آسودگی اور روحانی تسکین کے تمام وسائل سے یکسر محروم ہے۔ دردوزحیمہ اور حسرت وناکامی کے سوا اسے کچھ بھی میسر نہیں۔ وہ کسی حامی و مددگار کی جستجو میں آوارہ بھٹک رہا ہے لیکن اس کے گردوپیش جو لوگ ہیں وہ اُسے آزار پہنچانے میں ایک مخصوص لذت محسوس کرتے ہیں۔ ناچار وہ موت کی آغوش میں پناہ لیتا ہے لیکن لاش خور وہاں بھی اُس کی بو پالیتے ہیں۔ موپساں کا شمار بھی دنیا کے عظیم افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ "ادبی دنیا" کے چوتھے دور میں اُن کا افسانہ "سچی محبت" (۱۹۵۵ء، شمارہ ۱۱) شائع ہوا اسے معروف ترجمہ نگار حامد علی خان نے اُردو کا جامہ پہنایا۔

"ادبی دنیا" کے چوتھے دور میں بعض چینی نظموں کے اُردو تراجم بھی شائع ہوئے۔ ان نظموں کا جن شعرا نے اُردو ترجمہ کیا اُن میں جگن ناتھ آزاد، عبد العزیز خالد اور ڈاکٹر وزیر آغا کا نام شامل ہے۔ جگن ناتھ آزاد نے دوئی کی دو نظموں کے تراجم "یاد خزاں" (جون ۱۹۵۰ء) اور "لی فوجین" (ایضاً) کے عنوانات سے کیے۔ عبد العزیز خالد نے ایک چینی نظم کا اُردو ترجمہ کیا جو "راہِ صواب" (۱۹۵۱ء، اشاعت خاص) کے عنوان سے شائع ہوا۔ وزیر آغا نے "من و تو" (۱۹۵۱ء، اشاعت خاص) کے عنوان سے میڈم کوآن کی ایک نظم کا ترجمہ کیا۔ یہ نظم فن ترجمہ نگاری کی عمدہ مثال ہے۔ ذیل میں اس نظم کا ایک ٹکڑا ملاحظہ کیجیے:

آج میرے اور تیرے درمیاں
بُعد کیسا، فاصلہ باقی کہاں؟
لے ذرا مٹی کی اِک چکنی ڈلی
ڈال پانی، گوندھ اس کو زور سے
اور بنا دو بت حسین ولاجواب

ایک بت کی شکل ہو تیری طرح

دوسرا بت ہو مرا۔۔۔[۱۰]

منظوم تراجم کا یہ سلسلہ "ادبی دنیا" کے پانچویں دور (۱۹۶۰ء تا ۱۹۶۵ء) میں بھی جاری رہا۔ اس دور میں جہاں بعض اُردو نظموں کو انگریزی میں ترجمہ کیا گیا وہاں بعض انگریزی نظموں کے اُردو تراجم بھی شائع ہوئے مثلاً ڈاکٹر وزیر آغا نے E.H.W Meyerstein کی نظم "Love and Sin" کا "عشق اور گناہ" (خاص نمبر، شمارہ چہارم) اور مجید امجد نے Kenneth Slade Alling کی نظم "Time" کا "وقت" (خاص نمبر، شمارہ ہشتم) کے عنوان سے ترجمہ کیا۔ یہ تراجم فن ترجمہ نگاری کی اعلیٰ مثال ہیں۔ مثلاً ذیل میں نظم "وقت" سے ایک اقتباس دیکھیے:

لاکھ قرنوں کے ان قرینوں میں

نہ کوئی دن، نہ سن، نہ یوم، نہ عقر،

صرف اِک پل، بسیط، بے مدت،

اپنے بھیدوں کی حد میں، لا محدود،

اُس کی یک رنگیوں میں یکساں ہیں

ہنستے سنجوگ بھی، دُکھے دل بھی

سلسلے سجتی سجتی سیجوں کے بھی

مسئلے، مسلے مسلے پھولوں کے بھی[۱۱]

وزیر آغا اور مجید امجد کے علاوہ "ادبی دنیا" کے پانچویں دور میں دیگر جن شعرا نے نظموں کے اُردو تراجم کیے اُن میں عرشی امر تسری، مشتاق اسلام پوری اور ممتاز ارشد اجمیری کے نام شامل ہیں۔ عرشی امرت سری نے "یادِ ایام" (خاص نمبر، شمارہ پنجم)، مشتاق اسلام آبادی نے لوئی عنٹر میئر کی نظم "مشین" (خاص نمبر، شمارہ دوم) اور ممتاز ارشد اجمیری نے "فصل" (خاص نمبر، شمارہ دوازدہم) کا اُردو ترجمہ کر کے منظوم اُردو تراجم کی روایت میں اضافہ کیا۔

مولانا صلاح الدین احمد کی وفات (۱۹۶۴ء) کے بعد چھٹے دور میں محمد عبد اللہ قریشی نے پرچے کی ادارت کے فرائض سنبھالے۔ محمد عبد اللہ قریشی نے "ادبی دنیا" کی روایت زندہ رکھنے کی حتی المقدور کوشش کی۔ چناں چہ تراجم کا جو سلسلہ "ادبی دنیا" کی اشاعت کے ساتھ شروع ہوا تھا وہ آخری دور میں بھی جاری رہا۔ لیکن آخری دور میں

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

تراجم پہلے ادوار کی نسبت کم تعداد میں شائع ہوئے۔ اس دور میں چند منظوم تراجم کے علاوہ بعض مضامین کے تراجم بھی شائع ہوئے۔ جن شعرا نے غیر ملکی نظموں کے تراجم کیے اُن میں سلیم واحد سلیم، نظم طباطبائی اور وفاراشدی کے نام زیادہ نمایاں ہیں۔ سلیم واحد سلیم نے ایملی ڈکنسن کی نظم "گمنامی" (نومبر، دسمبر ۱۹۶۹ء) کا اُردو ترجمہ کیا۔ نظم طباطبائی نے ایک نظم "یادرفتگاں" (نومبر دسمبر ۱۹۷۱ء) کو اُردو کا روپ بخشا۔ وفاراشدی نے کوی غلام مصطفی کی نظم "کشمیر ہمارا ہے" (مارچ واپریل ۱۹۶۶ء، کشمیر نمبر) کا اُردو ترجمہ کر کے کشمیر سے اپنی والہانہ محبت کا اظہار کیا۔

چھٹے دور میں بعض ادبا نے مضامین کے اُردو تراجم بھی کیے جن میں ابو بکر صدیقی اور ڈاکٹر محمد صدیق خاں کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ابو بکر صدیقی نے پروفیسر میر عبدالعزیز کے مضمون "کشمیر کی جنگ آزادی" (مارچ اپریل ۱۹۶۶ء) اور سر عبدالقادر کے مضمون "آزاد اور اس کے کارنامے" (جون جولائی ۱۹۷۲ء) کا اُردو ترجمہ کیا جب کہ ڈاکٹر محمد صدیق خان نے ایک مضمون "بوطیقا کے عربی فارسی تراجم و تفاسیر" (جون جولائی ۱۹۷۲ء) کا اُردو ترجمہ کر کے اُردو نثری تراجم کی روایت میں بیش قیمت اضافہ کیا۔

مذکورہ بالا تراجم کے علاوہ "ادبی دنیا" میں "دنیائے ادب" کے عنوان سے مشرق و مغرب کی اُنتیس (۲۹) زبانوں کے اقتباسات کے اُردو تراجم بھی ایک تسلسل کے ساتھ شائع ہوتے رہے۔ ان اقتباسات کا مقصد قارئین "ادبی دنیا" کو دنیا کی مختلف زبانوں کے مزاج سے متعارف کرانا تھا۔ اقتباسات کے لیے جن زبانوں کا انتخاب کیا گیا ان میں عربی، سنسکرت، گجراتی، بنگالی، چینی، مرہٹی، ہندی، جاپانی، فرانسیسی، اطالوی، ہسپانوی، انگریزی، یوگو سلویا، جرمنی، رومانیہ، ڈنمارک اور یونانی وغیرہ شامل ہیں۔ "ادبی دنیا" میں شائع ہونے والے تراجم نے اُردو زبان و ادب کو فروغ اور وسعت عطا کرنے میں اہم ادا کیا۔ ان تراجم کی بدولت اُردو ادب ترقی یافتہ زبانوں کے خزانوں سے سرمایہ دار بنا، اُردو شاعری غیر قدرتی پابندیوں سے آزاد ہوئی، اس میں آزاد زبانوں کی شاعرانہ خوبیوں کا اضافہ ہوا اور دوسری زبانوں کی شاعری کے موزوں اور خوش گوار الفاظ (جن کے ہم معنی الفاظ اُردو میں نہیں تھے) اس میں داخل ہوئے جس سے اُردو زبان کے ذخیرہ الفاظ میں گراں قدر اضافہ ہوا۔ آج یہ انھی تراجم کا نتیجہ ہے کہ اُردو زبان ہر طرح کے علمی و ادبی مفاہیم ادا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ مولانا تاجور نجیب آبادی، "ادبی دنیا" ماہنامہ، لاہور، جلد: ا، شمارہ اوّل، مئی ۱۹۲۹ء، ص: ۲۔

۲۔ مولانا تاجور نجیب آبادی، حال و قال(اداریہ)، مشمولہ ”ادبی دنیا“ لاہور، جلد:۲، شمارہ ا، جنوری ۱۹۳۰ء، ص۳۔

۳۔ ڈاکٹر انور سدید، اُردو ادب کی مختصر تاریخ، طبع سوم، لاہور: عزیز بک ڈپو، ۱۹۹۸ء، ص:۳۷۵۔

۴۔ منصور احمد، ”ٹیگور ایک جادوگر“ (مضمون) مشمولہ ”ادبی دنیا“، مرتبہ: صلاح الدین احمد، لاہور، شمارہ ۵، ۱۹۵۵ء، ص:۱۰۔

۵۔ ایضاً۔

۶۔ ادارہ ”ادبی دنیا“، مرتبہ: مولانا صلاح الدین احمد، لاہور، شمارہ ۲۰، ۱۹۵۵ء، ص:۱۰۔

۷۔ ایضاً۔

۸۔ ادارہ ”ادبی دنیا“، مرتبہ: مولانا صلاح الدین احمد، لاہور، شمارہ ۶، ۱۹۵۵ء، ص:۱۰۔

۹۔ بذل حق محمود، ”سگِ آوارہ“ (پیش لفظ) مشمولہ ”ادبی دنیا“، مرتبہ: مولانا صلاح الدین احمد، لاہور، شمارہ ۸، ۱۹۵۵ء، ص:۳۲۔

۱۰۔ وزیر آغا(مترجم)، من و تو(نظم) مشمولہ ”ادبی دنیا“ (اشاعتِ خاص)، مرتبہ: مولانا صلاح الدین احمد، لاہور، ۱۹۵۱ء، ص:۱۶۷۔

۱۱۔ مجید امجد(مترجم)، وقت(نظم)، مشمولہ ”ادبی دنیا“ (خاص نمبر)، مرتبہ: مولانا صلاح الدین احمد، لاہور، دورِ پنجم، شمارہ ہشتم، ص۲۱۵۔